بسم اللہ الرحمن الرحیم

منظوم ترجمہ پنجابی

قصیدۂ غوثیہ

بپاس خاطر فقرائے سلطانی

بہ اجازت قبلہ حاجی غلام جیلانی سلطان سجادہ نشین دربار حضرت باہو سلطانؒ جھنگ

ناشر

باہو منزل عزیز کالونی

دنڈالہ روڈ، لاہور

(شاہدرہ)

منظوم ترجمہ پنجابی

قصیدہ غوثیہ

بپاسِ خاطرِ فقرائے سلطانی

ناشر

باھو منزل عزیز کالونی وِنڈالہ روڈ شاہدرہ

گلہائے عقیدت

(۱) ہدیہ بخدمت قبلہ حافظ فیض سلطان و حاجی غلام جیلانی سلطان سجادہ نشین دربار باہو سلطان جھنگ جن کی کیمیا اکسیر نظر نے فقیر کو اس عظیم کام کا عزم بخشا،

(۲) بنیت ثواب ارواح پر فتوح والد محترم فرزند علی قادری اور والدہ محترمہ مرحومہ مغفورہ جو آج بھی قبر میں میرے لیے دعا گو ہیں۔

(۳) اللہ رب العزت اس قصیدہ پاک کی برکت سے جملہ مومنین مومنات مسلمین و مسلمات کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

(۴) خدا تعالیٰ ان فقیروں کو اجرِ عظیم عطا فرمائے جنہوں نے اس رسالہ کی اشاعت میں دامے درمے سخنے کسی طرح بھی حصّہ لیا۔

(۵) یا غوث الاعظم للہ یہ ہدیہ قبول فرمائیں۔

ع مالعشق تو نہ امروز گرفتار شدیم — کہ گرفتاریٔ ما با تو ز روز ازل است

فقیر الطاف حسین ایم اے ایل ایل بی

مقدمہ

از حکیم محمد موسیٰ امرتسری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ سیدنا

ومولٰنا محمد و اٰلہٖ واصحابہٖ واولیاء امتہٖ اجمعین۔

سیدنا و مولانا حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی حسنی

حسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۵۶۱ھ) کا ارشادِ گرامی ہے:

قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کلّ ولیّ اللہ

اس الہامی کلام کی تمام اولیائے وقت نے پرزور تائید فرمائی اور اکثر علماء و اولیاء

امت نے اس امر پر اتفاق کیا کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرات صحابہ کرام

اور ائمہ اہلِ بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سوا، سب زمانوں کے اولیاء کرام کے سردار

ہیں، معاصرین، اولین اور آخرین، سب کے سب آپ سے فیض یافتہ ہیں اور آپ ہی کے تابع

ہیں ــــ امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ (م ۱۳۴۰ھ)

کا مسلک بھی یہی ہے، فرماتے ہیں ؎

نامد ز فلک عدیلِ عبدالقادر ۔۔۔ ناید بتکلف بدیلِ عبدالقادر

مثلش گر از اہلِ قرب جوئی گوئی ۔۔۔ عبدالقادر مثیلِ عبدالقادر

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے ۔۔۔ سب ادب رکھتے ہیں دل میں آقا تیرا

کہ ہوا ہے نہ دلی ہو کوئی ہمت تیرا   بقسم کہتے ہیں شاہانِ صریفینؔ[۱] و حریمؔ[۲]

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کا اظہار اپنی متعدد تصانیف میں کیا ہے مگر بعض حضرات نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے حضور غوثِ پاک کی صرف اپنے زمانے کے اولیاء پر فضیلت مانی ہے اور بعض نے معاصرین و آخرین پر ان کا تفوق تسلیم کیا ہے، مگر اولین پر نہیں ——— رسالہ "رموز خمریہ" یعنی شرح قصیدہ غوثیہ، تالیف حضرت عارفِ کامل محمد فاضل کلانوری رحمۃ اللہ علیہ کے شروع میں بطور پیشِ لفظ زیرِ عنوان "فائدہ" ناشر نے حسبِ ذیل عبارت نقل کی ہے :

"حضرت شاہ حبیب اللہ چشتی[۳] کہ حالِ کمالاتِ شاں از کتاب مآثر الکرام وغیرہ ظاہر است۔ در مناقب الاولیاء فرمودہ، سوال : از کلامِ الہامی قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ مراد اولیاءِ ہمہ عصر اند یا اولیاءِ ہم عصر ؟ جواب : مشہور آن ست کہ مراد اولیائے ہمہ عصر اند اما شیخ احمد صاحب نقشبندی[۴] گفتہ کہ ایں

۱؎ حضرت ابو عمرو عثمان صریفینی۔

۲؎ حضرت ابو محمد عبدالحق حریمی۔ (یہ دونوں بزرگ حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے ہم عصر تھے)

۳؎ مآثر الکرام میں شاہ حبیب اللہ چشتی کے حالات درج نہیں، مؤلف کو تسامح ہوا ہے۔ غالباً یہ شاہ حبیب اللہ چشتی قنوجی (م ۱۱۴۰ھ) مرید و خلیفہ حضرت شاہ عبدالجلیل چشتی الٰہ آبادی ہیں، ان کا ترجمہ متعدد تذکروں میں موجود ہے۔ ان کے پیر (شاہ عبدالجلیل) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے شاگرد تھے۔ حضرت شاہ حبیب اللہ کی تصانیف میں تذکرۃ الاولیاء کا نام بھی ملتا ہے جس سے مراد غالباً مناقب الاولیاء ہے، ملاحظہ ہو تذکرہ علمائے ہند، حدائق الحنفیہ، نزہۃ الخواطر، عہدِ بنگش۔

۴؎ یعنی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ۔

حکم مخصوص بہ اولیاءِ آں وقت است، اولیاءِ ما تقدم و ما تأخر ازیں حکم خارج اند چنانچہ از کلام جناب شیخ حماد معلوم می شود کہ قدم او در وقت او بر گردنِ ہمہ اولیاء خواہد بود و ہمچناں از کلام غوثیہ کہ در بغداد بود۔ واین فقیر (شاہ حبیب اللہ چشتی) می گوید ہر گاہ کہ غوثِ اعظم از حق سبحانہٗ بہ تکلمِ ایں کلام مامور گشت و تکلم نمود ازاں وقت ہر کہ داخلِ ولایت است مندرج است تحتِ ایں کلام چنانچہ عموم و کلیتِ آں کلام منادی است وازاں ہنگامی کہ امرِ الٰہی بہ لفظِ کلی صادر گشتہ و ہیچ حکمی ناسخِ آں بظہور نہ پیوستہ، ہمیشہ وقتِ اوست تا کہ ولایت باقی است چنانچہ بحیرا راہب وغیرہ از علوِ شانِ جنابِ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم خبر دادہ کہ در وقتِ او کفر ذلیل گردد و ادیانِ دیگر نسخ پذیرد، مراد ازاں یک وقتِ مخصوص نیست بلکہ از وقت نزولِ امر الٰہی تا قیامت وقتِ اوست و بالفرض اگر اولیاءِ آں عصر مراد داشتہ شوند یقینی است کہ اولیاءِ آں عصر پیرانِ اولیاء ما تأخر شدند، ہر گاہ پیراں منقاد شدند و گردن نہادند مریداں بطریقِ اولیٰ، و کلامِ شیخ حماد وغیرہ باوجود آنکہ دلالت بر نفیِ ما تقدم و ما تأخر نمی کند ناسخِ کلامِ الٰہی نمی تواند بود ۔۔۔۔۔۔۔ [1]

حضرت شاہ حبیب اللہ چشتی علیہ الرحمۃ نے حضرت امامِ ربانی مجدد الفِ ثانی

---

[1] رموزِ خمریہ یعنی شرح قصیدہ غوثیہ، مطبع صبح صادق سیتا پور، ۱۳۰۶ھ

شیخ احمد سرہندی قدس سرہ السامی (م ۱۰۳۴ھ) کا جو یہ قول نقل کیا ہے کہ "این حکم مخصوص بہ اولیاءِ آں وقت است، اولیاءِ ماتقدم و ماتأخر ازیں حکم خارج اند"

اس سلسلے میں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ امامِ ربانی قدس سرہ نے آخری ایام میں اس باب میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ اس قول کا ناسخ ہے۔ حضرت شیخ مجدد نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں حضرتِ غوثِ اعظم کی افضلیت کو بیان کیا ہے اور اپنے آپ کو ان کا نائب لکھا ہے لہٰذا حضرت مجددِ الفِ ثانی قدس سرہ کے ایک سابق قول کو پیش کرنا اور زیرِ بحث لانا غیر مناسب ہے لہٰذا اس مقام پر یہ قول اُن ہی کا سمجھا جائے جو ایسا عقیدہ رکھتے ہیں، اب آپ حضرت شیخ مجدد کی وہ نورانی تحریر ملاحظہ کیجیے جس میں حضرتِ غوثِ اعظم کی افضلیت در ہر عصر کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے:

"وہ راستے جو اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچانے والے ہیں، دو ہیں، ایک وہ راہ ہے جو قربِ نبوت سے تعلق رکھتی ہے علیٰ اربابہا الصلوٰۃ والسلام اور اصل از اصل تک پہنچانے والی ہے، اس راہ سے واصل ہونے والے اصل ہیں تو انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات ہیں اور ان کے صحابہ اور باقی اُمتوں میں سے جس کو بھی اس دولت سے نوازیں اگرچہ وہ تھوڑے ہوتے ہیں بلکہ بہت ہی تھوڑے، اور اس راہ میں توسط وحیلولت نہیں ہے، جو بھی ان واصلین میں سے فیض حاصل کرتا ہے وہ بغیر کسی وسیلے کے اصل سے حاصل کرتا ہے اور کوئی بھی دوسرے کی راہ میں حائل نہیں ہوتا۔

اور ایک وہ راہ ہے جو قربِ ولایت سے رکھتی ہے، اقطاب و اوتاد اور بُدلاء و نُجباء اور عام اولیاء اللہ اسی راہ سے واصل ہیں اور راہِ سلوک

اسی راہ سے عبارت ہے بلکہ جذبۂ متعارفہ بھی اسی میں داخل ہے اور اس راہ میں توسط و حیلولت ثابت ہے اور اس راہ کے واصلین کے پیشوا و ان حضرات اور ان کے بزرگوں کے منبعِ فیض حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہیں اور یہ عظیم الشان منصب ان سے تعلق رکھتا ہے، اس راہ میں گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قدم مبارک حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کے مبارک سر پر ہیں اور حضرت فاطمہ اور حضراتِ حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس مقام میں ان کے ساتھ شریک ہیں۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت امیر اپنی جسدی پیدائش سے پہلے بھی اس مقام کے ملجا و ماویٰ تھے جیسا کہ آپ جسدی پیدائش کے بعد ہیں اور جس کو بھی فیض و ہدایت اس راہ سے پہنچی ان کے ذریعے سے پہنچی کیونکہ وہ اس راہ کے آخری نقطہ کے نزدیک ہیں اور اس مقام کا مرکز ان ہی سے تعلق رکھتا ہے اور جب حضرتِ امیر کا دور ختم ہوا تو یہ عظیم القدر منصب بالترتیب حضرات حسنین کے سپرد ہوا اور ان کے بعد وہی منصب ائمہ اثنا عشر میں سے ہر ایک کو ترتیب وار اور تفصیل سے مقرر ہوا اور ان بزرگواروں کے زمانہ میں اور اسی طرح ان کے انتقال کے بعد جس کو بھی فیض اور ہدایت ملی ان بزرگواروں کے ذریعہ اور حیلولت سے ملی اگرچہ وہ اقطاب و نجبائے وقت ہی کیوں نہ ہوں اور سب کے ملجا و ماویٰ یہی بزرگ ہیں کیونکہ اطراف کو اپنے مرکز کے ساتھ الحاق کرنا لازمی ہے یعنی اس کے بغیر چارہ نہیں یہاں تک کہ نوبت حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ تک پہنچی اور جب اس بزرگوار تک نوبت پہنچی تو منصب مذکور آپ کے سپرد ہوا اور ائمہ مذکورین اور حضرت

شیخ کے درمیان کوئی بھی اس مرکز پر مشہود نہیں ہوا اور اس راہ میں فیوض و برکات کا وصول جس کو بھی ہو، خواہ وہ اقطاب و نجباء ہوں، آپ کے واسطہ ہی سے مفہوم ہوتا ہے کیونکہ یہ مرکز ان کے علاوہ اور کسی کو میسّر نہیں ہوا، یہی وجہ ہے کہ آپ نے فرمایا ہے ؎

افلت شموس الاولین وشمسنا

ابداً علیٰ افق العلیٰ لا تغرب۔

ترجمہ: "پہلے لوگوں کے سورج غروب ہو گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے کناروں پر رہے گا اور وہ کبھی غروب نہ ہو گا۔" لہ

شمس سے مراد فیضانِ ہدایت و ارشاد کا آفتاب ہے اور اس کے غروب ہونے کا مطلب فیضانِ مذکور کا عدم ہے اور جب حضرتِ شیخ کے وجود سے وہ معاملہ جو پہلے لوگوں سے تعلق رکھتا تھا مقرر ہوا اور رشد و ہدایت کے وصول کا واسطہ ہوئے جیسا کہ ان سے پہلے کے بزرگ تھے اور پھر یہ بھی ہے کہ جب تک فیض کے توسط کا معاملہ قائم ہے ان ہی کے وسیلہ سے ہے تو لازماً درست ہوا کہ :

افلت شموس الاولین وشمسنا الخ

سوال :- یہ حکم مجدد الف ثانی سے ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ مجدد الف ثانی کے معنی کے بیان میں جلد ثانی کے ایک مکتوب میں درج ہوا ہے کہ جو کچھ بھی فیض کی قسم سے اس مدت میں امتوں کو پہنچتا ہے وہ اسی کے ذریعہ سے ہوتا ہے اگرچہ وہ اقطاب و

لہ منظوم ترجمہ از اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ ؎

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے — افقِ نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

او تاد ہوں یا نجبا رو بدلاءِ وقت ؟

جواب :- میں کہتا ہوں کہ مجدد الف ثانی اس مقام میں حضرتِ شیخ کے نائب مناب ہیں اور حضرتِ شیخ کی نیابت ہی سے یہ معاملہ اس سے (مجددِ الفِ ثانی سے) وابستہ ہے، جیسا کہ کہا ہے :

نور القمر مستفاد من نور الشمس

(چاند کا نور سورج کے نور سے مستفاد ہے)

لہذا کوئی استحالہ و اِشکال نہ رہا[1]

حضرتِ مجددِ الفِ ثانی قدس سرہ نے اس حقیقت کو ذرا اختصار کے ساتھ رسالہ "مکاشفاتِ غیبیہ" میں بھی بیان کیا ہے، فرماتے ہیں :

"باید دانست کہ واصلانِ ذات ازیں بزرگواراں کہ بہ "افراد" ملقب اند نیز اقل قلیل اند و اکابر صحابہ و ائمہ اثنا عشر از اہلِ بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بایں دولت فائض اند و از اکابر اولیاء اللہ قطب، غوث الثقلین قطبِ ربانی محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی است قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس بایں دولت ممتاز اند و دریں مقام شانِ خاص دارند کہ اولیاءِ دیگر ازاں خصوصیت قلیل النصیب اند ہمیں امتیاز فضلے باعثِ علوِ شانِ ایشاں شدہ است فرمودہ اند قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ، اگرچہ دیگراں راہم فضائل و کرامات بسیار است

[1] مکتوبات امام ربانی: ترجمہ مولانا محمد سعید احمد نقشبندی (بتغیر قلیل)، دفتر سوم مکتوب ۱۲۳ ۔

اما قرب ایشاں بآں خصوصیت از ہمہ زیادہ تر است در عروج و بآں کیفیت کسے بہ ایشاں نمی رسد، با اصحاب و ائمہ اثنا عشر دریں باب مشارک اند ذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء واللّٰہ ذو الفضل العظیم"۔ [1]

حضرت شیخ سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۵۳ھ) نے خلاصۃ المعارف و نکات الاسرار میں وہی کچھ تحریر فرمایا ہے جو ان کے مرشدِ ارشد حضرت امامِ ربانی قدس سرہ نے بیان فرمایا ہے۔

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فاضلِ اجل بزرگ حضرت شاہ فقیر اللہ علوی شکارپوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۹۵ھ) نے افضلیت غوثِ پاک رضی اللہ عنہ پر نہایت شرح و بسط سے روشنی ڈالی ہے، کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا۔ اختتامِ بحث پر رقم فرماتے ہیں:

"پس ثابت شد حکم کشفاً قطعاً بر ثبوت قدم مبارک بر فوق رقابِ جمیع اولیاءِ کرام اولین و آخرین قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم و از جمیع ما ذکر دانستہ باشی۔" [2]

حضرت شیخ مجدد قدس سرہ کے منقولۃ الصدر مکتوب شریف پر اکثر علماء و مشائخ نے توجہ نہیں کی لہٰذا اولیاءِ متقدمین و متاخرین پر حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کے بارے میں مشوش رہے۔

---

[1] مکاشفاتِ غیبیہ، طبع کراچی، ص ۷۶

[2] مکتوبات شاہ فقیر اللہ علوی نقشبندی شکارپوری، طبع لاہور، ص ۲۱۱، مکتوب نمبر ۴۹۔

الحاج محمد عارف رضوی ضیائی بیان کرتے ہیں کہ سیدی حضرت مولانا ضیاء الدین احمد صاحب قادری رضوی مہاجر مدنی مدظلہ العالی نے دو تین مرتبہ بیان فرمایا کہ "پنجاب کے ایک مشہور نقشبندی بزرگ نے مجھے کہا کہ ہم اولیاء متقدمین و متاخرین پر حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی فضیلت نہیں مانتے، اس پر میں (حضرتِ مدنی) نے حضرتِ مجددِ الفِ ثانی قدس سرہ کا یہ مکتوب ان پیر صاحب کو پڑھوایا تو فرمانے لگے کہ پورے ستر سال سے میں اس غلط خیال میں مبتلا رہا مگر اب میں آپ کے سامنے توبہ کرتا ہوں، حضرتِ مجدد نے جو فرمایا ہے، وہ حق ہے" ان پیر صاحب علیہ الرحمۃ کا رجوع فرمالینا ان کی انسانی عظمت کی دلیل ہے۔

اس مکتوب شریف کا مطالعہ نہ کرنے کی وجہ سے بعض لوگ اس سُوءِ ظنی میں بھی مبتلا رہے کہ حضرت مجددِ الفِ ثانی قدس سرہ نے حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت در ہمہ عصر کو کبھی بھی تسلیم نہیں کیا تھا جیسا کہ شاہ حبیب اللہ چشتی کی اس تحریر سے ظاہر ہے جو ابتداء میں درج ہو چکی ہے مقامِ حیرت ہے کہ یہ مکتوب ان فضلاء کی نظر سے کیوں اوجھل رہا ؟

سرخیلِ سلسلۂ نقشبندیہ حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی قدس سرہ السامی (م ۸۹۸ھ) نے اس سلسلے میں متعدد بزرگوں کے کشف نقل فرمائے ہیں، ان میں سے ایک بزرگ کی کشفی شہادت درج ذیل ہے :

"شیخ ابو سعد قیلوی گفتہ کہ چوں شیخ عبد القادر گفت قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ بر دلِ وے تجلی کرد و رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم بردست طائفہ از ملائکہ مقربین بحضر اولیاء متقدمین و متاخرین
کہ آنجا حاضر بودند، احیاء باجساد خود و اموات بارواح خود خلعتی در وے
پوشانیدند و ملائکہ و رجالِ غیب مجلس وے را در میان گرفتہ بودند و صفہا در
ہوا ایستادہ بودند، بروی زمین ہیچ ولی نماند مگر کہ گردنِ خود را پست کرد
بعضے گفتہ اند کہ یک کس از عجم تواضع نہ کرد و حالِ وے از وے متواری
شد۔" [۱]

ترجمہ : "جس وقت حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ ارشاد فرمایا کہ
"میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے" اس وقت اللہ تعالیٰ کی جانب سے
ان کے دل پر ایک تجلی ہوئی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ملائکہ
مقربین کی ایک جماعت کے ہاتھ ان کے پاس ایک خلعت آئی جو اولیاء متقدمین و
متاخرین کی موجودگی میں انہیں پہنائی گئی، زندہ اولیاء تو اپنے اجسام کے ساتھ
حاضر تھے اور جو وصال پا چکے تھے ان کی ارواح موجود تھیں اور اس وقت ملائکہ اور رجالِ
غیب نے اس مجلس کو گھیرے میں لیا ہوا تھا اور ہوا میں صف بستہ کھڑے تھے
اس وقت روئے زمین کا کوئی ایسا ولی نہ تھا جس نے اپنی گردن کو نہ جھکا دیا ہو،
مگر ایک عجمی نے تواضع سے کام نہ لیا تو اس کا حال محو ہو گیا یعنی اس کی ولایت
سلب ہو گئی۔"

مولانا جامی نے یہ روایت بہجۃ الاسرار سے لی ہے، ملاحظہ ہو ص۹ طبع مصر۔

---

[۱] نفحات الانس (فارسی) طبع لاہور ۱۹۲۷ء، ص ۳۵۴۔

حضرت خلیفہ بن موسیٰ نہر ملکی قدس سرہ کا ایک خواب حضور غوث الثقلین کی جلالتِ شان کی زبردست دلیل ہے۔ موصوف فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پُرنور سیدِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کی کہ شیخ عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ۔ حضور نے ارشاد فرمایا صدق الشیخ عبد القادر کیف لا وھو القطب وانا ارعاہ۔[1]

"یعنی شیخ عبد القادر نے سچ کہا اور وہ کیوں نہ سچ کہیں کہ خود قطب ہیں اور میں ان کا نگہبان ہوں۔"[1]

یاد رہے کہ انبیاء کرام و اولیاء عظام کے رُؤیا بیداری کا حکم رکھتے ہیں۔ حضرت شاہ فقیر اللہ علوی شکارپوری لکھتے ہیں:

"پوشیدہ نیست بر ذوی العرفان والاتقان کہ رُؤیائے انبیاء و اولیاء در حکم یقظہ است حتی کہ اگر بچیزے مامور شوند در خواب واجب می گردد بر ایشاں امتثال براں واگر از چیزے نہی کردہ شوند لازم می گردد بر ایشاں اجتناب ازاں چنانکہ در سیرِ ایشاں مُبیّن است۔"[2]

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نقشبندی (م ۱۱۷۶ھ) نے سلسلہ عالیہ قادریہ اور حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو اپنے مخصوص انداز میں بیان

---

[1] بہجۃ الاسرار ص۱، الزمزمۃ القمریہ فی الذب عن الخمریہ از اعلیٰ حضرت بریلوی، طبع لاہور، ص۲۳۔

[2] مکتوبات شاہ فقیر اللہ علوی، ص۲۰۳۔

فرمایا ہے :

" در اولیاء امت و اصحاب طرق اقوی کسیکہ بعد تمام راہ جذب باکد وجوہ باصل این نسبت میل کردہ است و در آنجا بوجہ اتم قدم زدہ است حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی اند و لہذا گفتہ اند کہ ایشاں در قبر خود مثل احیاء تصرف می کنند " [۱]

ترجمہ : " اولیائے امت اور ارباب سلاسل میں سے راہ جذب کی تکمیل کے بعد جو اس نسبت اویسیہ کی طرف سب سے زیادہ مائل اور اس مرتبہ پر بدرجہ اتم فائز ہوئے ہیں وہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی ہیں۔ اسی لئے (مشائخ) نے کہا ہے کہ وہ اپنی قبر میں احیاء (زندوں) کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔"

شاہ ولی اللہ تفہیمات میں لکھتے ہیں :

" لقدم فہم للطریقۃ القادریۃ والنقشبندیۃ والچشتیۃ خاصیۃ علی حدتہا فالقادریۃ قریبۃ من الاویسیۃ والروحانیۃ وان کان التعلیم من الشیخ ظاہر ولہا قدم فی الارتباط بالشیوخ وتوجہ المشائخ الی الطالب لیست لغیرہا وذٰلک ظاہر لان الشیخ عبدالقادر لہ شعبۃ من السریان فی العالم وذٰلک انہ لما مات صار

---

[۱] ہمعات (فارسی) از شاہ ولی اللہ دہلوی ۔ طبع حیدرآباد (پاک) ۱۹۶۴ء ، ص ۶۱ ۔

بھیئۃ الملأ الاعلیٰ والطبع فیہ الوجود الساری
فی العالم کلہ فحصل من ھٰذا الوجہ روح
فی طریقتہ"۔ [1]

ترجمہ : "سلسلہ قادریہ نقشبندیہ اور چشتیہ کی الگ الگ خاصیت سمجھی گئی ہے سلسلہ قادریہ میں اگرچہ تعلیم بظاہر شیخ ہی سے ہوتی ہے تاہم یہ سلسلہ، طریقہ اویسیہ روحانیہ کا مظہر ہے۔ اس سلسلہ میں مشائخ کے ساتھ تعلق اور مشائخ کی توجہ طالب کی طرف اس قدر ہوتی ہے کہ دوسرے سلاسل میں نہیں پائی جاتی اور یہ امر ظاہر و عیاں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ کو عالم میں اثر و نفوذ کا ایک خاص مقام حاصل ہے اس لئے کہ انہیں وصال کے بعد ملأ اعلیٰ کی ہیئت حاصل ہو گئی ہے اور ان میں وہ وجود منعکس ہو گیا ہے جو تمام عالم میں جاری و ساری ہے لہٰذا ان کے طریقے (سلسلہ قادریہ) میں بھی ایک خاص روح اور زندگی پیدا ہو گئی ہے۔"

شاہ فقیر اللہ علوی نقشبندی شکارپوری سلسلہ قادریہ اور قادریوں کی فضیلت و افضلیت بیان کرتے ہوئے مریدان سلسلہ قادریہ اور دیگر سلاسل میں منسلک لوگوں کے لئے نہایت مفید ہدایت لکھ گئے ہیں، فرماتے ہیں :

"فضل طریقۂ علیۂ قادریہ بر جمیع طرق و فضلِ تابعانِ او بر تابعانِ جمیع

---

[1] تفہیمات الٰہیہ، جلد دوم

طرق، چہ فضلِ تابع بہ فضلِ متبوع است و قد قال اللہ تعالیٰ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس و ازیں جا ظاہر گردید کہ مرید طریقۂ علیۂ قادریہ را باوجود مرشدِ قادری نشاید کہ ارادۂ استفادہ از طرقِ دیگر کند چہ اصحابِ طرقِ دیگر بتوسطِ شریف حضرت غوث الثقلین استفادہ می نمایند و در اول و آخر کار بتوسط جناب ایشاں فتح باب می یابند اگرچہ اقطابِ وقت و نجبارِ ساعت باشند پس اصحابِ طرقِ دیگر اگر استفادہ از طریقۂ علیۂ قادریہ نمایند در حقِ ایشاں سببِ مزید فیض خواہد بود۔" [1]

خلاصہ یہ کہ سلسلہ قادریہ کو سب سلسلوں پر فضیلت حاصل ہے اور اس سلسلے کے مریدین دیگر سلاسل کے مریدین پر فوقیت رکھتے ہیں، اس لئے کہ تابع کی فضیلت متبوع کے سبب ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس (تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں) سلسلۂ قادریہ کے مرید کے لئے نامناسب ہے کہ وہ کسی اور سلسلہ کے پیر سے روحانی استفادہ کرے اس لئے کہ تمام سلاسل کے مشائخ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے فیضیاب ہوتے ہیں اور اول و آخر ان ہی کے طفیل ان پر درِ معرفت وا ہوتا ہے، اگرچہ وہ اقطاب و نجبا وقت ہوں۔ ہاں دیگر سلاسل کے لوگوں کا سلسلہ قادریہ کے مشائخ سے استفادہ ان کے لئے فیض

---

[1] مکتوبات شاہ فقیر اللہ علوی نقشبندی، ص ۲۱۱

کی زیادتی کا موجب ہوتا ہے۔

مولانا قاری شاہ محمد سلیمان پھلواروی چشتی قادری (م ۱۳۵۴ھ) فرماتے ہیں:

"اے عزیز! تم سیر و تواریخ اولیاء اس زمانے تک کی پڑھ جاؤ، دیکھو کتنے طریقے پیدا ہوئے، پھر ان کا زور شور ہوا مگر ظاہر میں اس کا اجراء مسدود ہو گیا بخلاف ہمارے طریقۂ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے کہ وہ تمام طرقِ اولیاء میں سما گیا اور ہر طریقے میں اس کی زندگی اور ہر شجرے میں اس کی تازگی ہے، ہندوستان ہی کے موجودہ طرق و سلاسل کو دیکھ لو، کوئی طریقہ اس کی آمیزش (فیض) سے خالی نہیں، والحمد للہ علیٰ ذٰلک۔"[1]

شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۷ھ) یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ کا وظیفہ پڑھا کرتے تھے اور ان کی مسجد کی محراب میں بھی یہ مبارک جملہ لکھا ہوا تھا۔ آپ کے ایک مرید مولوی حکیم مظفر حسین قریشی فاروقی ساکن اجنیکے ضلع گوجرانوالہ نے اس سلسلے میں اپنے خدشات کا اظہار بذریعہ مکتوب حضرت میاں صاحب سے کیا تو انہوں نے جو مختصر جواب دیا وہ قابلِ توجہ ہے، و هو هٰذا:

"بہر حال شکر اور ذکر، فکر، عبرت ضروری ہے، سو آج کل محال ہے، اس وسوسے (یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ کے بارے میں خدشہ) میں پڑنا زیبا نہیں، غریب تو پڑھا کرتا ہے، بلکہ کل ولی اللہ سے امداد لینا جائز ہے، آپ کا دل چاہے تو خیر پڑھا کریں۔

---

[1] شمس المعارف، طبع کراچی ۱۹۶۹ء، ص ۶۰۴۔

حضرت میراں محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ عجیب طرز کی توحید میں فنا تھے، اس لیے جو لوگ ان کو یاد کرتے ہیں انہوں کو خداوند کریم کی محبت کامل ہو جاتی ہے، اخیر سب کا رجوع رب کریم کی جانب ہے فاللہ خیر حافظا و ھو ارحم الراحمین۔ آپ کا وجود غیر خدا سے نہیں بنا ہے، اس کا ثبوت قادری قلندروں سے لیں اگر کوئی نہ پڑھے تو خیر، خداوند کریم کی سنت جاری ہے ہر ایک کو ایک کام سپرد کیا ہے جیسا ہر اک چیز سے کام لیا جاتا ہے ویسا ہی ہے۔"[1]

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ایسی ذاتِ گرامی ہے کہ ان کی بارگاہِ اقدس کی ادنیٰ سی گستاخی بھی موجبِ خسران و خذلان ہے۔ اکابر اولیاء اللہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اس لاڈلے فرزند کا غایت درجہ ادب کرتے ہیں اور جو اس بارگاہِ عالی کے مؤدّب نہیں ہیں، انہیں روحانیت سے کوئی علاقہ نہیں اور دین و دنیا کے سخت گھاٹے میں ہیں۔ بارگاہِ غوثیت مآب کی بے ادبی کے انجام کے سلسلے میں سلطان المشائخ حضرت خواجہ خواجگان سید نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۷۲۵ھ) کی ایک روایت ملاحظہ ہو:

"ایک شخص حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی قدس سرہ العزیز کی خانقاہ میں آیا۔ اس نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ خانقاہ کے دروازے پر پڑا ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں ٹوٹے ہوئے اور خراب حالت میں ہیں۔ آنے والا شخص

---

[1] مکتوبات قدسیہ معروف بہ فیض نقشبندیہ، از سید شرافت نوشاہی، شائع شدہ از مریدکے ۱۳۹۲ھ، ص ۶۲۔

حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے ویرانے پر پڑے ہوئے اس آدمی کا ذکر کیا اور حضرت شیخ سے دعا کی درخواست کی حضرت شیخ نے فرمایا خاموش رہو، اس نے بے ادبی کی ہے۔ آنے والے شخص نے پوچھا کہ حضرت! اس نے کیا بے ادبی کی ہے؟ حضرت شیخ نے فرمایا کہ وہ ابدال میں سے ہے، کل اُس قوتِ پروانہ کے مطابق کہ ابدال کو بخشی گئی ہے، وہ اپنے دو ساتھیوں کی معیت میں ہوا میں اڑ رہا تھا جب وہ تینوں اس خانقاہ کے قریب پہنچے تو اس کا ایک ساتھی اڑتے ہوئے خانقاہ سے ایک طرف ہٹ گیا اور ادب کے طور پر خانقاہ کی دائیں جانب سے نکل گیا۔ اس کا دوسرا ساتھی بھی اڑتا ہوا خانقاہ کی جانب سے نکل گیا، اس نے بے ادبی سے خانقاہ کے اوپر سے گزرنا چاہا لہذا نیچے گر گیا۔" [1]

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی رفعت و عظمت اور ان کے سلسلۂ عالیہ کی فضیلت و افضلیت اکابر اولیاء اللہ کے کلام سے اس لئے واضح کی گئی ہے کہ قارئینِ کرام پر یہ واضح ہو کہ قصیدہ شریف جس عظیم و جلیل بزرگ اور سرورِ اولیاء کا کلام ہے وہ حضور پُرنور سرورِ عالم و عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم کا لاڈلا بیٹا اور نائب ہے اور سرکارِ دوجہاں سیدِ انس و جاں اس کے ہر دم محافظ و نگہبان ہیں لہذا اس کا کہا اللہ کا کہا ہے ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود — گرچہ از حلقومِ عبداللہ بود

---

[1] فوائد الفواد مترجم اردو، شائع کردہ علماء اکیڈمی اوقاف پنجاب، لاہور، ص ۲۶۔

قصیدہ خمریہ یعنی غوثیہ کے بارے میں بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ یہ حالت سکر کا کلام ہے مگر پنجاب کے مایۂ ناز عالم اور مشہور ولی اللہ حضرت ابوالفرح محمد فاضل الدین قادری بٹالوی قدس سرہ (م ۱۱۵۱ھ) نے قصیدہ غوثیہ کی لاجواب و بے مثال عربی شرح "بیان الاسرار" میں بڑی صراحت کے ساتھ لکھا ہے:

"قصیدہ غوثیہ کلامِ صحو ہے اور اس میں سکر کا شائبہ تک نہیں ہے۔"[1]

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ بھی آپ کے کلام کو سکر سے پاک سمجھتے ہیں، فرماتے ہیں:

"رب عزوجل نے حضور کو شطحیاتِ سکر سے محفوظ رکھا اور حضور کے اقوال و افعال و احوال و اعمال سب کو احیائے ملت و اقتضائے سنت کا مرتبہ بخشا۔ نہیں کہتے جب تک کہلوائے نہ جائیں اور نہیں کرتے جب تک اذن نہ پائیں۔"[2]

قصیدہ غوثیہ کی حضور غوثِ پاک سے نسبت کے بارے میں بعض کور باطن لوگوں نے شک کا اظہار کیا ہے اور بعض نے اپنی جہالت کی بنا پر اس کی عربی پر اعتراضات کئے ہیں، ان اعتراضات کے مسکت جوابات اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے رسالہ الزمزمۃ القمریہ میں دئے ہیں، محققین یہ علمی رسالہ ملاحظہ فرمائیں۔ اس قصیدہ مبارکہ کی نسبت کے بارے میں حضرت مولانا محمد اعظم قادری نوشاہی علیہ الرحمۃ، مدفون

---

[1] دربار قادریہ فاضلیہ کا قرطاس التعارف، طبع لاہور ۱۳۸۹ھ، ص ۱۱

[2] الزمزمۃ القمریہ، از اعلیٰحضرت بریلوی، ص ۲

میر دوال کی تحریر نہایت دلچسپ ہے ، وہو ھذا :

" بعض لوگ جب کسی کلام کے معنیٰ نہ سمجھ سکتے ہوں تو وہ اس کے کلام نہ ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کا ثبوت مانگتے ہیں۔ ایسے آدمیوں کا کیا کیا جائے ۔۔۔۔ ثبوت نسبتی دو طرح پر ہے :

۱۔ کوئی اپنا کلام ہونے کا دعویٰ کرے۔

۲۔ کئی سو سال سے راسخین اور صادقین بلا خلاف اس کلام کو کسی بزرگ کی طرف منسوب کرتے چلے آئے ہوں۔

فقہ اکبر ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ایک وجہ سے تو آپ کی ثابت نہیں البتہ ایک زمانہ ان کی طرف منسوب کرتا ہے اگرچہ بعض محققین مخالف ہیں۔ جامع محمد بن اسمٰعیل بخاری صرف شہرت کے لحاظ سے بلا خلاف ان کی تسلیم کیجاتی ہے ، لیکن دوسرا ثبوت نہیں کیونکہ انہوں نے مثل دیگر مصنفین اَلَّفتُ یا صَنَّفتُ یا اور کچھ ایسا نہیں کہا۔ جامع کے بعض نسخوں کے شروع میں قال الامام الخ لکھا ہے سو یہ ان کے کسی شاگرد کا لکھا ہوا ہے۔

غنیۃ الطالبین دونوں وجہ سے جناب عالی کا کلام ثابت نہیں کیوں نہ ان کا اپنا دعوےٰ ہے نہ اس کی آپ سے نسبت اتفاقی ہے مگر قصیدہ شریفہ کا آپ کا کلام ہونا بہر دو وجہ ثابت ہے ، اپنا دعوےٰ فرماتے ہیں :

انا الجیلی محی الدین اسمی ۔۔۔ و اعلامی علیٰ راس الجبال

پھر زیادہ توضیح کر دی :

انا الحسنی والمخدع مقامی و اقدامی علیٰ عنق الرجال

پھر اس سے بھی زیادہ تشریح کے لئے :

وعبد القادر المشہور اسمی وجدی صاحب العین الکمال

نسبتِ شہرت : شہرت کی یہ حالت کہ کسی کو بھی مجالِ مخالفت نہیں، خدا پرست، صاحبانِ کشف والہام، واصل باللہ، مقربانِ بارگاہِ احدیت اور علمائے محققین، آپ کے مرید، حلقہ نشین جو سب عالم فاضل، عارف، محدث، فقیہ اولیاء اللہ تھے اور ان سے فیض لینے والے اور ظاہری باطنی نسبت پانے والے مثلاً ایک سرے پر تو علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی نورالدین ابوالحسن مصنفِ بہجۃ الاسرار، اور وسط میں عارف نامی مولانا عبدالرحمٰن جامی مصنف شرح کافیہ مشہور بہ شرح ملّا، اور دوسرے سرے پر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جیسے پڑھتے پڑھاتے اور مانتے اور منواتے چلے آئے ہیں۔ قصیدہ آپ کا قصیدہ ہونا تو حدِ تواتر و شہرت سے آگے ہے، پھر ایسے دعوے اور شہرتِ نسبت بلا اختلاف پر شک ہو تو بہت سی دینی کتابیں جو مصنفوں کی جلالتِ قدر اور وفورِ پایہ علمی و عملی پر تسلیم کی جاتی ہیں، ان کی طرف نسبت سے گر جائیں گی۔ فافہموا انصفوا والا فابکِ ؎ [1]

میں اس سلسلے میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ قصیدہ شریف کے بے مثال اثرات اس امر پر شاہدِ عادل ہیں کہ یہ سرکارِ غوثیت مآب کا کلام ہے۔

---

[1] العقیدۃ الیوسفیہ لقاریٔ القصیدۃ الغوثیہ، از مولانا محمد اعظم طبع لاہور ۱۳۳۲ھ، ص ۱۷، ۱۸۔

قصیدہ غوثیہ کو جس طرح زمانۂ قدیم سے اولیاء اللہ پڑھتے اور پڑھواتے آئے ہیں اسی طرح اس نورانی کلام کے رموز و غوامض کو سمجھنے سمجھانے کی خاطر جلیل القدر علماءِ کرام اور اولیاءِ عظام اس کے تراجم و شروح لکھنا باعثِ سعادت سمجھتے رہے ہیں، اور یہ سلسلہ لامتناہی ہے۔ اس موقع پر صرف چند شروح و تراجم کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ شرح قصیدہ خمریہ (فارسی، خطّی)، تالیف علامہ شیخ فضل اللہ بن روزبہان مصنف "سلوک الملوک" (م ۹۲۷ھ) مخزونہ اکادمی علوم لینن گراڈ (روس) نمبر B-۲۱۴۵ (۲۵۹۸ ف) مکتوبہ ۱۲۹۹ھ (۳۸ پ، ۵۶ پ)۔ [۱]

۲۔ رموز خمریہ شرح قصیدہ غوثیہ (فارسی) از عالمِ ربانی محمد فاضل کلانوری، صفحات ۴۴، مطبوعہ مطبع صبح صادق سیتاپور، سالِ تصنیف ۱۱۰۸ھ، سنِ طباعت ۱۳۰۶ھ، یہ شرح مولانا عبد القادر بدایونی (م ۱۳۱۹ھ) ابن حضرت علامہ مولانا فضل رسول بدایونی (م ۱۲۸۹ھ) کے ایما سے طبع ہوئی اس شرح کے متعلق اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"مولانا محمد فاضل کلانوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ معاصر سید علامہ سیدی احمد حموی صاحبِ غمز العیون والبصائر شرح الاشباہ والنظائر نے اس کی شرح (قصیدہ غوثیہ) مسمّٰی بہ رموزِ خمریہ لکھی اور اس میں ہر لفظ و معنیٰ سے اس قصیدہ کے کلامِ پاکِ حضور فرزندِ صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ فعلیہ و بارک وسلم

---

[۱] کیٹلوگ: ۱/۶۴۲ بحوالہ فہرست نسخہ ہائی خطی فارسی از احمد منزوی جلد دوم مطبوعہ تہران ۱۳۴۹ھ ش، ص ۲۲۵۔

ہونے کی شہادت دی"۔ ؎

۳۔ قصیدہ غوثیہ مترجم پنجابی ، از حافظ رانجھا برخوردار ، جو پنجاب کے مشہور عالم و عارف تھے، نے تقریباً ۱۱۰۹ھ میں قصیدہ غوثیہ کا پنجابی نظم میں ترجمہ کیا جو غالباً ابھی تک غیر مطبوعہ ہے۔ قصیدہ مبارکہ کا یہ منظوم ترجمہ مجموعۂ وظائف مترجمہ حافظ رانجھا برخوردار میں شامل ہے۔ یہ نادر خطی مجموعہ صاحبزادہ سبط الحسن ضیغم صاحب کے ذاتی کتب خانے میں محفوظ ہے۔

۴۔ بیان الاسرار فی شرح القصیدہ للشیخ سید عبدالقادر جیلانی (عربی) از حضرت ابوالفرح محمد فاضل الدین بٹالوی (م ۱۱۵۱ھ) بخط غلام رسول مرید مصنف، صفحات ۴۳۰، سطور ۲۰، تقطیع ۵۰۸ × ۱۰ ، ۹ ، مخزونہ ذخیرہ مولوی شمس الدین مرحوم و مغفور (م ۱۳۰۷ھ) تاجر کتب اندرہ لاہور۔

نوٹ : یہ مخطوطہ مولوی صاحب کی وفات کے بعد کراچی میوزیم میں منتقل ہوگیا ہے۔

بیان الاسرار قصیدہ غوثیہ کی نہایت مبسوط علمی شرح ہے اور شاید اس سے بہتر آج تک کوئی شرح نہیں لکھی گئی۔ اس نادر و نایاب شرح کا اردو ترجمہ دربار قادریہ فاضلیہ، فاضلیہ کالونی لاہور کی طرف سے شائع ہو چکا ہے مگر کسی اہل علم کو دیکھنا نصیب نہیں، خدا جانے اس فیض کو محدود در مسدود رکھنے میں کیا مصلحت ہے؟

۵۔ شرح قصیدہ خمریہ غوثیہ (فارسی) از فخر المحدثین سید شاہ محمد غوث قادری لاہوری (م ۱۱۵۲ھ) — یہ مختصر شرح بڑے عالمانہ انداز میں لکھی گئی ہے۔ اس

کے خطی نسخے متعدد لائبریریوں میں محفوظ ہیں۔ اس کے دو خطی نسخے اکادمی علوم، لینن گراڈ (روس) میں بھی موجود و محفوظ ہیں۔ [1]

یہ شرح لاہور کے مشہور صوفی بزرگ پیر عبدالغفار شاہ قادری نقشبندی علیہ الرحمۃ (م ۱۳۴۰ھ) خطیب و امام مسجد تکیہ کشمیری سادھواں لاہور نے ۱۳۲۹ھ میں طبع کرادی تھی یہ شرح دیگر چند رسائل کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔ اس مطبوعہ شرح کے کل صفحات بارہ ہیں۔

۶۔ شرح قصیدہ خمریہ ، تصنیف محمد بن طاہر محمد شیرازی! نوشتہ ۹۹ھ، مخزونہ اکادمی علوم، لینن گراڈ ۱۲۴۵ھ (۲۵۹۹ ف)۔ [2]

۷۔ شرح قصیدہ غوثیہ ، از مولانا غلام رسول علیہ الرحمۃ۔

مولانا محمد اعظم قادری نوشاہی نے اس شرح کا یوں تعارف کرایا ہے:

"گزشتہ صدی کے آگے پیچھے حضرت علامۃ الدہر حاوی فروع واصول مولانا غلام رسول صاحب قدس سرہ ساکن ٹانڈا ضلع ہوشیار پور نے قصیدہ شریفہ کی ایک بہت عمدہ شرح لکھی ہے جو باریک قلم کی لکھی ہوئی گلستان کے حجم کی ہے۔" [3]

مولانا موصوف نے یہ نہیں لکھا کہ یہ شرح قلمی ہے یا مطبوعہ؟

---

[1] اکیڈمی شکین ۳۴۶/۱- بحوالہ فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی جلد دوم ، ص : ۱۲۴۵ -

[2] ایضاً ایضاً -

[3] العقیدۃ الموسومۃ بالقاری القصیدۃ الغوثیہ ، ص ۱۴۰

۸۔ الزمزمۃ القمریہ فی الذب عن الخمریہ : تصنیف اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ ، صفحات ۴۰ ، سنِ تصنیف ۱۳۰۶ھ۔ یہ رسالہ متعدد مطابع کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ اس میں قصیدۂ متبرکہ کی سند اور اس کی عربیت کے بارے میں لاجواب بحث ہے اور آخر میں قصیدہ شریفہ کا منظوم ترجمہ و شرح ہے۔

۹۔ قصیدہ غوثیہ : مترجم اردو ، جو قصیدہ بردہ کے ساتھ مطبع عزیزی معروف بہ احمدی دہلی سے باہتمام سید ظہیر الدین عرف سید احمد نبیرہ حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمہ اللہ (م ۱۲۳۳ھ) طبع ہوا۔ اس کی ابتداء میں قصیدہ شریفہ کے فوائد درج ہیں جو غالباً سید احمد صاحب نبیرہ شاہ رفیع الدین کے مرقومہ ہیں ، ملاحظہ ہوں :

قصیدہ متبرکہ حضرت غوث الثقلین شاہ عبد القادر جیلانی قدس سرہ کا جو آپ نے حالتِ جذبات میں زبانِ گوہر فشاں سے فرمایا ہے ، بہت خاصیتیں رکھتا ہے :

اوّل : یہ کہ جو اس کو ہر روز گیارہ دفعہ پڑھے ، اللہ کا محبوب و مقبول ہو۔

دوم : یہ کہ جو اس کا ورد کرے اس کا حافظہ ایسا ہو جائے کہ جو پڑھے یا سنے ، یاد رہے۔

سوم : یہ کہ اس کے پڑھنے سے عربی کی استعداد زیادہ ہو۔

چہارم : یہ کہ جس مقصد کے لئے چالیس روز پڑھے ، چلّہ نہ گزرے کہ اس کا مقصد حاصل ہو جائے۔

پنجم : یہ کہ جو اس کو اپنے پاس رکھے اور ہر روز تین مرتبہ پڑھے اور جو پڑھنا نہ جانتا ہو، دوسرے سے پڑھوائے اور چپ سنے اور اعتقاد سے ہر صبح کو اس کو دیکھے، انشاء اللہ تعالےٰ حضرت غوث الثقلین کو خواب میں دیکھے اور اُمراء اور بادشاہ کا مقبول ہو۔

ششم : یہ کہ جس نیت اور مقصد کے واسطے پڑھے مراد حاصل ہو لیکن چاہیئے کہ اعتقاد درست ہو اور شروع سے پہلے کچھ شیرینی پر فاتحہ حضرت کی دے اور پڑھنے سے پہلے یہ درود شریف پڑھے :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَ الْحِلْمِ وَ الْحِکَمِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ عَلَیْہِ۔

نوٹ : اس ترجمہ کا سن طباعت اور مترجم کا نام درج نہیں ہے۔

۱۰۔ شرح قصیدہ غوثیہ : از مولانا خواجہ احمد حسین خاں امروہوی مجمع السلاسل (م ۱۳۶۱ھ) خلیفہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی (رحمہما اللہ تعالےٰ) شرح اردو نثر اور قصیدہ کا ترجمہ اردو اور فارسی اشعار میں ہے۔ یہ شرح ۱۹۰۸ء/۱۳۲۶ھ میں مطبع ریاضی امروہہ سے طبع و شائع ہوئی۔ [۱]

۱۱۔ العصیدۃ الیوسفیہ لقاری القصیدۃ الغوثیہ : تالیف حضرت مولانا محمد اعظم

---

[۱] مکتوب محترمہ پاشاہ بیگم صاحبہ دختر مصنف بنام راقم الحروف۔

قادری نوشاہی علیہ الرحمۃ ساکن میر دوال ضلع شیخوپورہ (م ۱۳۷۵ھ) صفحات ۱۰۴، مطبوعہ لاہور، سن طباعت ۱۳۴۲ھ۔

یہ شرح بھی اپنی نوعیت کی بے مثال شرح ہے۔ اس میں خاص خوبی یہ ہے کہ حضرت غوث پاک کے جن جن فقرات کو معترضین نے صرف دعاوی قرار دیا ہے، فاضل مصنف نے ان فقرات کو احادیث سے لفظاً و معنیً اور آثار صحابہ و سلف صالحین سے نقلاً صحیحاً مطابق کر دکھایا ہے، قول بہ قول، عمل بہ عمل۔

یہ شرح عرصہ سے نایاب تھی، اب اسے ہمارے دوست قاری محمد اسلم سلیم نوشاہی، ادارہ معارف نوشاہیہ اعظمیہ، مرید کے منڈی ضلع شیخوپورہ سے طبع کر رہے ہیں جو عنقریب منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

۱۲۔ تحفۂ محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی المعروف شرح قصیدۂ غوثیہ: از مولانا محمد نظام الدین ملتانی ثم وزیرآبادی، صفحات ۳۲، سن تصنیف ۱۳۵۲ھ، مطبوعہ لاہور۔

اس شرح کی کیفیت یہ ہے کہ قصیدہ کا پنجابی اشعار میں ترجمہ دیا گیا ہے اور اردو میں توضیح کی گئی ہے اور آخر میں مختصر شرح لکھی ہے۔

۱۳۔ قصیدہ غوثیہ، منظوم اردو ترجمہ، از حاجی شمس الدین شائق ایڈیٹر، عرف شمس الہند صوفی معنوی لاہوری (م ۱۹۳۶ء) صفحات ۸، بار اول ۱۹۳۰ء میں کوآپریٹو سٹیم پرنٹنگ پریس لاہور میں چھپا۔

ذیل میں چار ایسے شروح و تراجم کا ذکر کیا جاتا ہے جن کے مصنفین کے نام اور زمانہ تصنیف معلوم نہیں ہو سکا:-

۱۴۔ شرح قصیدہ عبدالقادر ، قاہرہ دار الکتب ۹۱۰ ترکیہ فارسی د مخطوطات ۱/۳/۳۴۲)۔ لے

۱۵۔ شرح قصیدہ ، مجلس ۳۷۰۷/۵ ۔ مورخ ۱۲۴۳ ۔ لے

۱۶۔ شرح قصیدہ غوثیہ ۔ مخزونہ پنجاب پبلک لائبریری نمبر ۴۲، ۲۹۷۔ قا ، اوراق ۳۷۔ لے

۱۷۔ شرح قصیدہ غوثیہ ۔ مخزونہ کتاب خانہ گنج بخش راولپنڈی (پاکستان) اوراق ۴۴ ، نمبر ۲۹۰/۱۵۷ ۔ لے

۱۸۔ شرح قصیدہ غوثیہ خطی فارسی ، اوراق ۱۵ ۔ منظوم ترجمہ اور منثور شرح ہے۔ ش

مجمل سوانح حضور پر نور قطب الاقطاب غوث الغیاث فرد الاحباب قطب الاکمل الاشرف غوث الاعظم الارفع غوث الثقلین غیث الکونین امام الفریقین عالم الربانی قطب الفردانی غوث الصمدانی محبوب سبحانی محی الدین ابو محمد عبد القادر

الحسنی والحسینی الجیلانی قدس اللہ سرہٗ العزیز

مقالہ اولیٰ

ولادت

آپ کا تولد سنہ ۴۷۰ھ میں قصبہ بلق پرگنہ جیلان میں (جب کہ آپ کی والدہ ماجدہ کی عمر ساٹھ سال کی تھی) ہوا۔ اسی وجہ سے آپ بہ لقب جیلانی مشہور ہوئے۔ حقیقت میں اس عمر کی عصمت پناہ عفت پرور بی بی سے قطب زمان کا پیدا ہونا [۱] قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ قَدْ بَلَغَنِیَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِیْ عَاقِرٌ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ کی تصدیق ہے۔ آپ نے ماہ رمضان میں بزمانہ شیرخواری دن کے وقت کبھی والدہ ماجدہ کا دودھ نہیں پیا تھا۔ چنانچہ یہ واقعہ یہاں تک مسلم ہوا کہ ایک دفعہ رویت ہلال رمضان میں اختلاف واقع ہوا۔ لوگوں نے حضرت کی والدہ ماجدہ سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ آج آپ نے دودھ نہیں پیا۔ سب نے یہ خیال کر کے کہ اگر چاند نہ ہوتا تو حضرت دودھ پیتے روزہ رکھا یہ واقعہ [۲] یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ

---

[۱] زکریا نے کہا بارخدایا مجھے کس طرح بیٹا عطا ہوگا۔ حالانکہ میں بوڑھا ہوگیا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہوگئی ہے۔ جبرئیل نے جواب دیا کہ پروردگار کا حکم اسی طرح ہے (تعجب مت کر) خدا تعالیٰ جس طرح چاہے کر سکتا ہے پ ۳-۶ ۔

[۲] اے ایمان والے فرض کیا گیا ہے تم پر روزہ (رمضان کا) جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کیا گیا تھا۔ تاکہ تم ڈرو۔

مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ۝ کا مظہر ہے۔

فِی الۡمَھۡدِ یَنۡطِقُ عَنۡ سَعَادَۃِ جَدِّہٖ اَثَرُ النَّجَابَۃِ سَاطِعُ الۡبُرۡھَانِ[۱]

حضرت کا شجرہ نسب پدری یہ ہے۔

حضرت شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر بن ابی صالح (جنگی دوست) ابن عبد اللہ بن یحییٰ الزاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبد اللہ بن موسی الجون بن عبد اللہ المحض المجل بن الحسن المثنیٰ بن الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

شجرۂ نسب مادری یہ ہے۔

حضرت کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ کنیت اُمّ الخیر لقب امۃ الجبار تھا۔ فاطمہ بنت ابی عبد اللہ الصومعی الزاہد بن ابی جمال بن سید محمد بن سید ابی محمود بن سید طاہر بن ابی عطا بن سید عبد اللہ بن سید ابی کمال بن سید عیسیٰ بن علاؤ الدین بن سید محمد بن سید علی العریضی بن الامام جعفر الصادق بن محمد باقر بن علی زین العابدین بن الحسین بن الامام علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

مقالۂ ثانیہ

تعلیم

آنحضرت نے ابتدائی تعلیم اپنے مولد میں پائی۔ بعد ازاں ابو سعید المخزومی (جو بغداد میں مجتہد عصر تھے) و ابو بکر احمد بن المظفر بن سوس وغیرہ فضلائے نامدار سے ظاہری و باطنی علوم میں کمال حاصل کیا۔ اور حماد الدباس کی صحبت سے مستفیض ہوئے

[۱] گہوارہ میں سعادت جدی کا اظہار کرتا ہے۔ شرافت کا اثر نہایت ہی واضح ہے۔

۵۲۱ھ میں مجلس تلقین منعقد ہوئی اور چشمہ عرفان و ہدایت سے ایک عالم کو سیراب فرمایا۔ جب ابو سعید المخزومی نے انتقال کیا۔ تو آپ اُن کی جگہ ۵۲۸ھ میں مسندِ تدریس پر جلوہ گر ہوئے۔

حضرت کا سلسلہ طریقت یہ ہے۔

شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی عن ابی سعید المخزومی عن شیخ الاسلام ابی الحسن علی بن محمود الہکاری عن ابی الفرح الطرسوسی عن ابی الفضل عبد الواحد بن عبد العزیز التمیمی عن الشیخ الکبیر العارف باللہ ابی بکر دلف بن جحذر الشبلی عن سید الطائفہ ابی القاسم الجنید البغدادی عن السری السقطی عن المعروف الکرخی عن داؤد الطائی عن حبیب العجمی عن الحسن البصری عن الامام علی بن ابی طالب عن ابن عمّہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن امین الوحی جبرائیل علیہ السلام عن مَنْ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَّھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔

مقالۂ ثالثہ

حلیہ مبارک

گندم گوں۔ منوّر رخسار۔ میانہ قد۔ سیاہ چشم۔ کشادہ پیشانی۔ دُبلا پتلا جسم۔ مدوّر و پیوستہ ابرو۔ بلند بینی۔ ہاتھ پاؤں خوبصورت۔ ریش مبارک گھنی اور لمبی۔ بلند آواز۔ چہرہ پر جاہ و جلال برستا تھا۔ لوگ دیکھ کر مرعوب ہوتے تھے۔

لباس و سواری

فقیہوں اور مجتہدوں کی طرح۔ "درویش صفت باش و کلاہِ تتری دار"۔ عمامہ

وعبا وچادر اوڑھتے۔ لباس ہمیشہ قیمتی۔ نفیس اور پاکیزہ زیب تن فرماتے۔ بالعموم قاطر پر سوار ہوتے تھے۔

اخلاق۔عادات

آپ بہت متواضع۔ تسخی۔ علما و طلباء کے دوست۔ فکر۔ ذکر میں مشتغل بردبار۔ شب زندہ دار۔ مستجاب الدعوات۔ صادق الوعد۔ شریعت کے پابند۔ اوامر و نواہی میں غیور۔ اور سخت گیر تھے۔ خوفِ خدا سے اکثر روتے تھے۔ دل آپ کا نرم اور زبان فصیح تھی۔ دین و ملت کے حامی۔ اپنے ہاتھ کی کمائی سے روٹی کھاتے۔

مقالہ رابعہ

عبادت و زہد

شیخ عبداللہ بن ابی الفتح ہروی روایت کرتے ہیں کہ میں آنحضرت قدس اللہ سرہٗ کی خدمت میں چالیس برس رہا۔ آپ ہمیشہ باوضو رہتے۔ اور اکثر ایسا ہوتا کہ صبح کی نماز عشا کے وضو سے پڑھتے۔ ہر وضو کے بعد دو رکعت تحیۃ الوضو ادا کرتے۔ عشا کی نماز کے بعد ایک حجرہ میں تشریف لے جاتے جس میں کوئی شخص نہیں جا سکتا تھا۔ تمام رات نوافل و اوراد میں مصروف رہتے۔ اور صبح نماز کے لئے باہر تشریف لاتے۔ رات کے وقت کوئی شخص آپ کے پاس نہیں جا سکتا تھا۔ کئی دفعہ خلیفہ وقت کسی استدعا کے لئے رات کو حاضر ہوا۔ مگر صبح تک اس کو باریابی نصیب نہ ہوئی۔ آپ کبھی کسی خلیفہ یا امیر کے پاس نہیں گئے۔ خلیفۂ وقت کے احکام اگر خلاف شریعت ہوتے۔ یا کوئی ظالم کسی عہدہ پر مقرر کیا جاتا تو منبر

پر خلیفۂ وقت کو نصیحت کرتے جس کی تعمیل فوراً ہوتی ۔ جمعہ کے دن جامع بغداد میں آتے ۔ بازاروں میں لوگ دورویہ صف بستہ زیارت وطلب دُعا کے لئے منتظر ہوتے ۔ جب جامع میں قدم رکھتے تو اُن کے ہاتھ پر بوسہ دینے کے لئے چاروں طرف سے لوگ دوڑتے ۔ آپ نے لوگوں کے سامنے نہ کبھی تھوکا نہ کھنکارا نہ ناک صاف کی ۔ نہ جمائی لی نہ چھینکا ۔ مگر ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت نے بے اختیار چھینک لی چاروں طرف سے یَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَيَرْحَمُنَا بِكَ کی آواز جامع میں گونج اٹھی ۔ خلیفۂ وقت مستنجد بامر اللہ موجود تھا ۔ بارگاہ حضرت غوث الثقلین میں لوگوں کی ارادت کو دیکھ کر حیران رہ گیا ۔ اور اُس کے دل پر خوف طاری ہوا ۔ باوجود اس قدر اتقاء و ورع کے عجز کا یہ عالم تھا کہ شیخ سعدیؒ گلستاں میں لکھتے ہیں " شیخ عبدالقادر گیلانی را دیدند (رحمۃ اللہ علیہ) در حرم کعبہ روئی بر حصا نہادہ بودو مے گفت اے خدا ببخشا ۔ اگر مستوجب عقوبتم مرا در روز قیامت نابینا برانگیز تا در روئے نیکاں شرمسار نباشم ۔ قطعہ

روئے بر خاکِ عجز میگویم ہر سحر گہ کہ یاد مے آید
اے کہ ہرگز فراموشت نہ کنم ہیچت از بندہ یاد مے آید

مقالۂ خامسہ

اولاد

آنحضرت قدس اللہ سرہٗ کی اولاد اُنچاس نفوس تھے جس میں سے ستائیس صاحبزادے اور بائیس صاحبزادیاں تھیں جن میں سے بموجب اَلْوَلَدُ سِرٌّ

لہ خدا آپ پر رحمت کرے اور آپ کے باعث ہم پر رحمت ہو ۔ ۱۲

یا بیٹے۔ اکثر اولیاء و فضلا تھے۔ مشہور یہ ہیں۔ شیخ عبدالرزاق۔ شیخ عبدالوہاب شیخ عیسٰے۔ شیخ عبدالعزیز۔ شیخ عبدالجبار۔ شیخ ابراہیم۔ شیخ محمد۔ شیخ عبداللہ۔ شیخ یحیٰی۔ شیخ موسیٰ جنہوں نے حضرت سے تعلیم پائی۔

مقالہ سادسہ

جامعیت علوم

آپ ہر ایک علوم ظاہری و باطنی میں ید طولیٰ اور مجتہدانہ ملکہ رکھتے تھے خصوصاً فقہ حدیث۔ تفسیر اور تصوّف وغیرہ کے اس قسم کے دقائق و حقائق بیان فرماتے تھے۔ کہ دُور دُور سے نامور فضلاء حاضر ہو کر حلقۂ درس میں شامل ہوتے۔ اور جس مسئلہ پر تقریر کرتے فصاحت و بلاغت نثار ہوتی تھی۔ عربی و فارسی دونو زبانوں میں آپ کی تصنیفات کے جواہر آبدار ملتے ہیں آپ کا مذہب حنبلی تھا۔ اور شافعی و حنبلی فقیہوں کے مقتدا و امام تھے +

مقالہ سابعہ

تصانیف

آپ کی تصنیف مختلف علوم میں ہے اُن میں سے مشہور کتابیں یہ ہیں۔ غنیۃ الطالبین۔ فتوح الغیب۔ جلاء الخاطر فی الباطن والظاہر۔ الفتح الربانی والفیض الرحمانی۔ مکاتب عربیہ و فارسیہ قصیدہ خمریہ (جس کی شرح کی عزت اس عقیدت کیش کو عطا کی گئی ہے قصیدہ الباز الاشہب (جس کی شرح انشاء اللہ تعالیٰ

بعد میں دربار غوثیہ میں پیش کی جائیگی۔

مقالہ ثامنہ

کرامات و خوارق

حضرت قدس سرہ کی کرامات و کمالات اس قدر مشہور و معروف ہیں اور سینکڑوں کتابوں میں جمع کیے گئے ہیں کہ تفصیل و تشریح سے مستغنی ہیں۔ میں اس شعر کو تفصیل کے لئے کافی خیال کرتا ہوں۔

حسن یوسف دم عیسے ید بیضا داری — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مقالہ تاسعہ

وفات آنحضرت قدس سرہٗ

آنحضرت شنبہ کی رات ۱۰ ربیع الثانی ۵۶۱ھ کو شہر بغداد میں واصل باللہ ہوئے[۱] مگر آپ کا آفتاب فیضان ہمیشہ کے لئے ہم پر تاباں و درخشاں ہے۔

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا — اَبَدًا عَلٰی فَلَکِ الْعُلَا لَا تَغْرُبُ

آپکے جنازہ میں شہر بغداد اور اُس کے گرد و نواح دیہات سے ہزاروں آدمی شامل ہوئے۔ اور نماز جنازہ آنحضرت قدس سرہٗ کے صاحبزادہ عبدالوہابؒ نے پڑھائی۔ اور مدرسہ ابوسعید المخزومی میں (جہاں آنحضرت تدریس فرماتے تھے) مدفون ہوئے۔ اس وقت تک حضرت کا مقبرہ ملجا و ماوائے خلائق ہے۔

۱۔ آنحضرت کی عمر اکانوے سال تھی۔ عشق سے آنحضرت کا سال تولد اور معشوق الٰہی ۵۶۱ھ سے وصال اور کمال سے تعداد سنین عمر واضح ہے۔

فرمانِ غوث الاعظمؒ

مَنْ اِسْتَغَاثَہٗ بِیْ فِیْ کُرْبَۃٍ کَشَفْتُ عَنْہُ وَمَنْ نَادٰی بِاسْمِیْ فِیْ شِدَّۃٍ فَرَجْتُ عَنْہُ وَمَنْ تَوَسَّلَ اِلَی اللّٰہِ بِیْ حَاجَۃً قُضِیَتْ حَاجَتُہٗ۔

جو کوئی مصیبت میں مجھ سے فریاد کرے یا مجھ کو پکارے تو میں اس کی مصیبت کو دور کر دوں گا اور جو کوئی میرے توسل سے اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے گا۔ تو اللہ کریم جل جلالہٗ اس کی حاجت کو پورا کر دے گا۔

(قلائد الجواہر صفحہ ۳۶)

آداب تلاوتِ قصیدہ غوثیہ

قصیدہ غوثیہ پڑھنے کا آسان اور زود اثر طریقہ یہ ہے کہ کسی کامل سے اجازت سے لے کر نئے چاند کی پہلی جمعرات کو مغرب یا عشاء کی نماز کے بعد شرائط ضروری پاکیزگی بدن و لباس باوضو ہو کر خوشبو لگائے اور دو رکعت نماز نفل ادا کرے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ گیارہ بار سورۃ اخلاص یعنی قل شریف پڑھے اور سلام پھیر کر دوگانے کا ثواب ارواحِ مقدس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم احبابِ کبار آل اطہار، چہار یار و پنجتن پاک، دوازدہ امام، چہاردہ معصوم، ہفت ارواح سلطان الفقرا خصوصاً روح پر فتوح حضرت قطب ربانی غوثِ صمدانی، شہباز لامکانی شیخ سیّد عبد القادر جیلانی رح کو بخشے، بعدہ دس بار یہ درودِ پاک پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَوَلَدِہٖ الشَّیْخِ عَبْدُ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اس کے بعد گیارہ بار یہ درودِ پاک پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَمَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ ۔

تین بار قصیدہ غوثیہ پڑھے۔ ہر ایک مشکل دینی و دنیاوی کے واسطے اکسیر
کا حکم رکھتا ہے۔ بعدہٗ گیارہ بار اُحضُر و یا مالک الارواح
المقدس والحی الحق نور مطلق مشہود علی الحق شاہ
شیخ سیّد عبد القادر جیلانی شیئاً للہ امددنی باذن اللہ،
امددنی فی سبیل اللہ پڑھ کر کلمہ طیّب کی تین ضربیں دل پر لگائے۔
اور مراقب ہو۔ غوث الثقلین فقیر کی استعداد کے موافق قلبی روحی سِری
یا نوری وجود سے حاضر ہو کر وہم دلیل اور الہام دیں گے۔ ایک مخصوص
خوشبو یا عین العیانی ظاہر ہو کر کار بستہ کی کشائش فرمائیں گے، انشاء اللہ
اگر کوئی فقیر سیّد عبد القادر جیلانی رح کے تصوّر سے قصیدہ غوثیہ کو دم
با دم قلب با قلب، روح با روح، سِر با سِر، نور با نور پڑھے گا۔ الٰہی قوّت
سے سرفراز اور اسرارِ عجیبہ سے با توفیق ہو گا۔ وما توفیقی الا باللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قصیدہ غوثیہ تصنیف لطیف شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز

سَقَانِی الْحُبُّ کَاسَاتِ الْوِصَالِ
فَقُلْتُ لِخَمْرَتِی نَحْوِی تَعَالِ

عشق الٰہی بھر بھر مینوں وصلوں جام پلائے
پھر کہیا میں اوس خمر نوں میں ول ودڑی آئے

یا شاہ جیلاں شیئاً للہ مینوں وصلوں جام پلائیو
الف اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وچ مرشد لائیو
بخش پیالے عشقے والے وصل توحید کرائیو
دریا وحدت وچہ غوطہ دے کے نوری رنگ چڑھائیو

فائدہ: اول آخر درود پاک پڑھے۔ بار بار تلاوت کرے۔ قلب میں لطیفہ عشق بیدار ہو جسے بجز معشوق قرار نہ ہو۔

سَعَتْ وَمَشَتْ لِنَحْوِیْ فِیْ کُئُوْسٍ
فَهِمْتُ بِسَکْرَتِیْ بَیْنَ الْمَوَالِیْ

بھرے پیالے عشق خماروں میں دل ڈورے سارے
اپنی مستی دے رنگ رنگے جگ وچہ فنڈے سارے

یا عبدالقادر شیئاً للہ تساں عشق شراب دے والی
بھر بھر جام وصل دے پیون آلی ہور موالی
شاہاں دی منگتی تیری ہوئی آن سوالی
جھولی میری بھر دے مرشد دامن رکھ نہ خالی

فائدہ: اول آخر درود پاک پڑھیں، روزانہ غوث الثقلین کے حضور استمداد کے لیے متوجہ ہوں شراب معرفت کا نشہ نفس کو مغلوب اور قلب کو مخمور کر دے گا۔

فَقُلْتُ لِسَآئِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا
بِحَالِیْ وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالْ

پھر کہیا میں قطباں تائیں اٹھو کرو تیاری
حال میرے وچہ داخل ہوکے فوج ہو سرکاری

یا قطب الٰہ شیئاً لِلّٰہ تہانوں قطباں دی سرداری
سارے قطب ملازم تیرے لشکر تیرا بھاری
میں دی کو ہجی کملی تیری ڈاہڈی او گنہاری
چاکر تیرے کتیاں دی شالا تو ڑ نبھے ابہہ یاری

فائدہ: بکثرت تلاوت سے قادری نسبت مکمل اور درجات بلند ہوں گے۔

وَهُمُّوْا وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ

فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِیْ مَلَاْلِیْ

ہمت نال شراب وصل دی پیوے لشکر سارا

ساقی روز ازل دے مینوں بخشیا جام ہے بھارا

یا فضل آلہ شیئاً لِلّٰہ اے ساقی فیض خدا دے

سب ولیاں نوں جس دی مستی مینوں اوہا جام پلا دے

حشر تک نہ جاوے مستی ایسا مست الست بنا دے

ساقی کوثر دے ہتھ شاہا میری بانہہ پھڑا دے

فائدہ : بار بار تلاوت سے معرفتِ الٰہی حاصل ہوتی ہے۔

شَرِبْتُمْ فَضْلَتِیْ مِنْ بَعْدِ سُکْرِیْ
وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِیْ

سانوں شوق شرابوں مستی تساں بچیا پیتا بھائی
اعلیٰ قرب وصال میرے تک پہنچ نہ سکدا کائی

یا نور آلہ شیئاً لِلّٰہ تہانوں مستی خاص حضور دی
روز ازل توں لکھاں دی رہیاں پہلوں حصہ نور دی
بچی شراب تساڈی پیون کامل آکے دور دی
مینوں دی اک قطرہ بخشو پاک محمد نور دی

فائدہ: دین و دنیا کے مقامات میں سربلندی کے لیے اس شعر کی تلاوت اکسیر کا حکم رکھتی ہے، اول آخر درود پاک پڑھیں،

مُقَامُکُمُ العُلیٰ جَمْعاً وَّلٰکِنْ
مُقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَازَالَ عَالِیْ

تساں سبھناں نے بیشک ذاتوں عالی رتبے پائے
میرا مقام ہے سب توں عالی کوئی نہ اوتھے جائے

یا اَمرًاشیئاً لِلّٰہ تہاڈا رتبہ سب تھیں بھاری
غوث قطب سب اریے اریے عاجز نوری ناری
فیض فضل دا چشمہ ذاتی ہر دم تیرا جاری
دیہہ اک قطرہ نور الٰہوں عرض کرے دکھیاری

فائدہ: یہ شعر پہلے شعر سے ملا کر پڑھا جائے، تو زیادہ مفید ہے۔

اَنَا فِی حَضرَتِ التَّقرِیبِ وَحدِی
یُصَرِّفُنِی وَحَسبِی ذُوالجَلَالِ

وحدت دی تقریب دے اندر مینوں سدا حضوری
ہر دم حال ترقی ہووے اللہ دی منظوری

یا شاہد آکہ شیئاً للہ تساں وِچ حضور یگانے
عینوں عین کمال جمالوں وحدت دے پیمانے
آون پیون جام توحید دل عاشق مست دیوانے
دیہہ اک جام عشق دا شاہا پہنچاں لامکانے

فائدہ : اس شعر کی بکثرت تلاوت سے توحید حضوری اور رب ذوالجلال کی خاص منظوری حاصل ہوتی ہے۔

أَنَا الْبَازِيُّ أَشْهَبُ كُلِّ شَيْخٍ
وَمَنْ ذَا فِي الرِّجَالِ اُعْطِيَ مِثَالِيْ

میں شہباز سفید نورانی پکھی شیخ بہتیرے
دنیا دے اولیاواں اندر کیہڑا مثل ہے میرے

یا باز اشہب شیئاً للہ سن غالب شاہ پروازا
عالم قدس دا ہر پنچھی گردا تیری راہ دا
ہر اک ولی ولایت اندر طالب جلوے شاہ دا
میں وی آن سوالی ہویا کرم دی اک نگاہ دا

فائدہ: اس شعر کی تلاوت سے طائر ذکر و فکر بلند پرواز ہو کر فقیر غالب الاولیاء ہو جاتا ہے۔

كَسَانِي خِلعَةً بِطِرَازِ عَزمٍ
وَتَوَّجَنِي بِتِيجَانِ الكَمَالِ

رب نے مینوں خلعت بخشی نالے عزت بھاری
تاج کمالی سر تے دھریا دتی حق سرداری

یا آیت آلہ شیئاً لِلّٰہ تینوں رب سردار بنایا
خلعت خاص حضوروں بخشی اُتے ذاتی اسم لکھایا
عشق الٰہی چولا رنگیا کلمہ تاج پہنایا
دیہہ صدقہ اس تاج دا شاہا میں منگتا ہو آیا

فائدہ: اس شعر کی بکثرت تلاوت سے دین و دنیا کی جملہ حاجات پوری ہوتی ہیں۔

وَاَطْلَعَنِیْ عَلٰی سِرٍّ قَدِیْمٍ
وَقَلَّدَنِیْ وَاَعْطَانِیْ سُؤَالِیْ

سِرّ قدیموں واقف کیتا مینوں اللہ باری
جو منگاں سو دیوے مینوں میری من دا ساری

یا سر الہ شیئاً للہ تسیں واقف کل اسراراں
یا عبد القادر امر قدیری جگ وچ بین بکاراں
اعظم شانی شان تساڈی جانن لوک ہزاراں
راہ بغداد وچ کھڑی پکاراں لئو تتی دیاں ساراں

فائدہ: اس شعر کی تلاوت سے الانسان سری وانا سرہ، کے راز کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ الحدیث، من عرف نفسہ فقد عرف ربہ من عرف نفسہ بالفناء فقد عرفہ بالبقاء،

وَوَلاَّنِی عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعًا
فَحُکْمِیْ نَافِذٌ فِیْ کُلِّ حَالٖ

سارے قطباں اتے مینوں رب سردار بنایا
ہر حالے وچہ ہر زمانے میرا حکم چلایا

یا امر آلہ شیئاً للہ اے شہباز لاہوت مکانی
تیری مثل نہ کوئی ہویا نہ کوئی تیرا ثانی
اللہ غالب قادر کیتا تیرے نوکر کل روحانی
ملک بقا وچہ داخل کر دے مکے گوڑ کہانی

فائدہ : اس شعر کی بکثرت تلاوت صاحب امر بنا دیتی ہے

فَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ بِحَارٍ
لَصَارَ الْکُلُّ غَوْرًا فِی الزَّوَالِ

جے کر بھاٹھ سمندر تائیں میں ایہہ بھیت بتاواں
خشک ہووے سب پانی اُسدا اُڈے ہوا بن واں

یا سِرّ آلہ اشیآ لِلّٰہ سانوں دان کرو سرکاری
وحدت دے دریا دا موتی جیھتے عاشق لاوندے تاری
ھا ھُوتیت ھُو دا جامہ اسم اللّٰہ دی یاری
جس جلوے دی تاب نہ جھلے بھاٹھ سمندر بھاری

فائدہ، اِس شعر کی تلاوت صاحب سِرو اسرار بنا دیتی ہے۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ
لَدُکَّتْ وَاخْتَفَتْ بَیْنَ الرِّمَالِ

جے میں سرّ قدیمی ظاہر کیسے پہاڑ تے کردا
ہیبت نال ہو ٹکڑے ڈھیندا ریت ہو جاندا ڈردا

یا نور مطلق شیئاً للہ تساں عیونؔ عین عیانی
نحنُ اقرب رمز تساڈی جلوہ اعظم شانی
تاج فقر دا خلعت ذاتی فقر و فخر نشانی
راز فقر دا بخشو ذاتی عرض کرے دیوانی

فائدہ : اس شعر کی بکثرت تلاوت سے فقیر میں ہیبت جلالی پیدا ہو کر ہر چیز اس سے خوف کھانے لگتی ہے

لَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ نَارٍ
لَخَمِدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّحَالِ

نار اتے جے ظاہر آکھاں راز اپنا اک واری
سرد ہو کے نابود ہو جائے اگ بجھے ایہہ ساری

یا حقیقت الحق شیئاً للہ تہاڈی بخشش باجھ شماراں
نوری قطرہ رحمت ازلی بخشو لکھ ہزاراں
بارش رحمت ہتھیں بجھ جاون دوزخ دی سب ناراں
میں وی نفس جلائی آئی لئو تتی دیاں ساراں

فائدہ: اس شعر کی باتکرار تلاوت سے وجود میں موجود نفسانی و شیطانی آگ سرد ہو جائے گی۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیْتٍ
لَقَامَ بِقُدْرَۃِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی

سِرّ میرا جے مُردے اتے ظاہر صادر ہووے
حکم خدا تھیں میّت اُس دم زندہ ہو کھلووے

یا ظلّ آلہ تُسیّا للّٰہ تساں مالک بحر و برّ دے
تُم باذنی حکم اللّٰہ تھیں مُردے زندہ کر دے
مالک الرّوحاں لقب تساڈا واقف ذاتی سِرّ دے
میں روحانی مردہ آیا شاہا نظروں رحمت کر دے

فائدہ: بار بار کی تلاوت اور دربارِ غوثیہ سے استمداد کرنے پر ما تزکیہ نفسی،
حیاتِ قلبی، تجلیہ روح و سِرّ ہو کر باطنی وجود زندہ ہو جاتا ہے۔

وَمَامِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ
تَمُرُّ وَتَنْقَضِیْ اِلَّا اَتَالِیْ

ہر مہینہ ہر زمانہ جو دنیا وچہ آندا
لے اجازت میتھوں آوے حق سچ آکھ سناندا

یا فرمان الا شیئاً لِلّٰہ میں آکھاں نال فخر دے
نوری ، ناری ، خاکی ، آبی سارے تیرے بردے
ذرّے ذرّے ہر شے اوپر اوہ حکومت کردے
نال محمدؐ عربی جیہڑے عہد وفا دا کر دے

فائدہ : اس شعر کو دوسرے شعر کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے علم لدنی حاصل ہوگا۔

وَتُخْبِرُنِی بِمَا یَأْتِی وَیَجْرِی
وَتُعْلِمُنِی فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالٖ

جو کجھ ہووے ہوناہووے ہینوں آن تباندے
غیبوں علم الٰہی ہینوں اینویں جاہل جھگڑا پاندے

یا شاہد اللہ شہیاً للہ تساں ذاتی شیشہ پایا
ماضی حال تے مستقبل دا جس وچ علم سمایا
ذاتوں غیب نہیں کجھ ہوندا اینویں جاہلاں جھگڑا پایا
قلب منور شیشہ کردے میں منگتا ہو آیا،

فائدہ: بار بار کی تلاوت سے علم لدنی حاصل ہوتا ہے۔

مُرِیْدِیْ هِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّ
وَافْعَلْ مَا تَشَا فَالْاِسْمُ عَالِیْ

خوش توں ہو مریدا میریا تینوں بے پرواہی
جو چاہیں سو کریں ہمیشہ ہیں تیرا اسم راہی

یا غوث الاعظم شیئاً للہ تساں ڈبے بیڑے تارے
چوراں تائیں قطب بنایا لکھاں کدھی چاہڑے
شوہ دریا وچ پہنچو مدد طالب جدوں پکارے
بیڑا آ کپراں وچہ پھسیا میراں کر دے پار اتارے

فائدہ ہر قسم کے استمداد دینی و دنیاوی کے لیے اس شعر کے بعد یا غوث الاعظم شیئاً للہ امددلی فی سبیل اللہ کا وظیفہ بہت مفید ہے۔

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰہُ رَبِّیْ
عَطَائِیْ رِفْعَۃً نِلْتُ الْمَنَالِ

سنو مریدو! خوف نہ کریو اللہ میرا ہویا
عالی رتبہ بخشش اُہنوں میرا ہو کھلویا

یا مُرشد شیئاً للہ تہانوں بخشش خاص الٰہی آ
مریدی لا تخف اللہ ربی اساں تحتی گل وچہ پائی
لڑ لگیاں دی لاج تسانوں اج خوف رہیا نہ کائی
جیوں عین عطا ہو جاوے قلبوں دُور سیاہی

فائدہ: ہر قسم کے خوف و پریشانی میں اس شعر کے ساتھ یا غوث الاعظم امددنی باذن اللہ امددنی فی سبیل اللہ کا وظیفہ کرے، "مریدی لاتخف ہے قول تیرا المدد یا غوث الاعظم المدد

طُوبٰی لِی فِی السَّمَآوَالْاَرْضِ دُقَّتْ
وَشَاؤُسُ السَّعَادَةِ قَدْ بَدَالِیْ

میری شہرت دے نقارے وجن وچ جہاناں
پوشا پوش کرے خوش بختی اندر زمیں اسماناں

یا سخی سلطان شیئاً لِلّٰہ تیرے منگتے کھڑے دوارے
تیری شان دے جھنڈے جھولن لہندے چڑھدے سارے
خوش بختی تے شہرت والے وجن پئے نقارے
نظر کرم دی کریو مرشد اساں باہجھ نصیباں ہارے

فائدہ: اس شعر کی بکثرت تلاوت سے ظاہر و باطن میں سربلندی اور کاروبار میں

بِلَادُ اللّٰہِ مُلْکِیْ تَحْتَ حُکْمِیْ
وَوَقْتِیْ قَبْلَ قَلْبِیْ قَدْ صَفَالِیْ

اللہ دے ہر شہر دے اندر جاری حکم اساڈا
وقت ازل تھیں پہلے ہویا صافی حال آمادہ

یا امر آلہ شیئاً لِلّٰہ تہانوں بخشی رب سرداری
اللّٰہ دے ہر شہر دے اندر حکم تساڈا جارِی
امر تساڈا امر خدادا خاص اللّٰہ دِی یارِی
ذاتی اسم خدادا بخشو فضل کرے رب بارِی

فائدہ: تعرف روحانی کے لیے یہ شعر اکسیر کا درجہ رکھتا ہے۔ غوث الاعظم

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا
کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِ

نظروں ملک اللہ دے ڈٹھے ہر اک خاص و عامی
دانے اُرہوں جتنے سارے کرّے ہور تمامی

یا کامل مُرشد شیئاً لِلّٰہ تساں عشقوں وسعت پائی
ہر شے دانے اُرہوں جتنی نظر تسانوں آئی
نظر تساڈی نظرِ خدا دی جانے کل خدائی
اوہا نظر بصیرت بخشو رو رو دیاں دُہائی

فائدہ: بار بار کی تلاوت سے کائنات کی حقیقت عیاں ہو جاتی ہے۔

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا
وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَّوْلَی الْمَوَالِیْ

علم دے اتے عمل کمایا تاں میں قطب کہایا
فضل خدا دا شامِل ہویا ہر مطلب نوں پایا

یا عالم باللہ شیئاً للہ تساں شرع تھیں سب کجھ پایا
شریعت دی بنیاد دے اتے عشق محل بنایا
فضل خدا ہتیں عمل کماکے قطبی رتبہ پایا
من لدنا رشدا خاطِر اساں وی سیس جھکایا

فائدہ اس شعر کی تلاوت سے سعادت ازلی اور علم وعمل کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔

رِجَالِیْ فِیْ ھُوَاجِرِھِمْ صِیَامٌ
وَفِیْ ظُلَمِ اللَّیَالِیْ کَاللَّاٰلِیْ

دنیا عقبیٰ توں سب صائم میرے طالب جانوں
راتیں چمکن موتیاں وانگوں نوری رنگ پچھانوں

یا دائم صائم شیئًا لِلّٰہ طالب تیرے سارے
عقبیٰ دنیا ول نہ ویکھن ذاتوں کرن نظارے
سدا حضوری نور و نوری راتیں چمکن تارے
مینوں وی رنگ نوری بخشو ہو دن پار اتارے

فائدہ ، اس شعر کی بکثرت تلاوت سے باطن چمکنے لگتا ہے ۔

وَكُلُّ وَلِيٍّ لَهٗ قَدَمٌ وَّاِنِّیْ
عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْكَمَالِ

ہر اک ولی لہٗ قدمی وچہ بحر توحید دے وڑیا
بدر کمال نبی دے قدمی ہیں ہاں منزل چڑھیا

یا نور الٰہ شیئاً لِلّٰہ تہاڈے وچ لاہوت ڈیرے
جام توحید دل بھر بھر پیون جیہڑے طالب تیرے
قدم شریعت عشق محمد ﷺ نور دل نور بسیرے
سدا حضوری ہووے شاہا چاہڑ نبی دے بیڑے

فائدہ: اس شعر کی تلاوت سے زبان کن ہو کر اسم اعظم کی قوت حاصل ہوتی ہے قولہ تعالیٰ واذا اراد شیئًا ان یقول لہ کن فیکون ہاجس سے تمام کام ایک ارادہ اور ایک توجہ سے ہی سرانجام ہو جاتے ہیں۔ عِلْمٌ مَنْ عَلِمَ جس نے جانا اسی نے جانا۔

مُرِیْدِیْ لَاتَخَفْ وَاشِ فَاِنِّیْ
عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

اے مریدا! خوف کریں نہ ظالم تے بدخواہاں
میں ہاں قاتل سیف اللہ دا سر کٹاں بدراہاں

یا سیف اللہ شیئاً للہ میں دوتیاں بہت ستایاں
ہو مغلوب حیران دیوانی در شاہاں دے آیاں
اج لشکر چڑھن بغداد توں لُو رو دیاں دھاہاں
عزومٌ قاتلٌ عند القتال مدد قادر سائیاں

فائدہ اگر دشمنوں نے تنگ کر رکھا ہو۔ کوئی چارہ نہ ہو تو اس شعر کی تلاوت اور وسیلت سے غوث الثقلین سے استمداد کریں۔ دشمنوں کا قلع قمع ہو جائے گا۔

اَنَا الْجِیْلِیّ مُحْیُ الدِّیْنِ اِسْمِیْ
وَاَعْلَامِیْ عَلٰی رَأْسِ الْجِبَالِ

محی الدین نام ہے میرا تے خاص جیلاں ٹھکانا
جھنڈے میری شان دے جھولن اوپر فرق پہاڑاں

یا محی الدین شیئاً للہ تساں پاک رسول دے پیارے
وارث شان لولاک نبی دے دین دے خاص سہارے
شان تساڈی اللہ جانے کیہہ جانن اوگن ہارے
گندی مندی لڑ لگی دے کریو پار اتارے

فائدہ - اس شعر کی تکرار کے ساتھ یا سید یا جیلی یا محی الدین پڑھ کر
استمداد کریں - دین و دنیا میں سربلندی حاصل ہو -

اَنَا الحسنیّ وَالمُخْدَعُ مقامیْ
وَاَقْدامیْ علٰی عُنُقِ الرِّجالِ

میں ہاں آل امام حسن دی مخدع خاص مقامی
میرے قدماں ہیٹھاں دھرے گردن ولی تمامی

یا سیّدی شیئاً للہ تہاڈا رب نے شان وِدھایا
آل نبی اولادِ علیؑ نور دی پھل حسنینؓ دا جایا
ہر اک ولی ولایت اندر قدمی سیس جھکایا
نازوں قدم دھرو سر میرے اساں ذلت وسیلہ پایا

فائدہ ۔ اس شعر کے ساتھ یا عبد القادر شیئاً للہ کا وظیفہ حصول نعمت و ولایت کے لیے اکسیر ہے ۔ تصور میں حضرت شاہ جیلاں کا قدم اپنی گردن پر رکھیں ۔

وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُوْرُ اِسْمِیْ
وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَالِ

نام مشہور ہے عبدالقادر قادر بے مثالی
نانا پاک محمدؐ سرور صاحب عین کمالی،

یا عبدالقادر شیئاً للہ تہانوں ذاتوں قدرت بھاری
نائب پاک رسول بنایا جانے خلقت ساری
قدرت فیض تیرے دا چشمہ روز حشر تک جاری
الطاف دے حاضر ناظر سائیاں دیہہ دیدار اک واری

فائدہ، حضور پاک کی رحمت خاصہ اور عین الکمالی کی نظر کیمیا حضور غوث الثقلینؒ کے طفیل طلب کریں اور کہیں اغثنی یارسول اللہ یاحیات النبی للہ فریاد رس بحرمت شیخ سید عبدالقادر جیلانی امداد کن امداد کن فی سبیل اللہ

حضور کے گیارہ اسماء جو حل مشکلات کیلئے پڑھے جاتے ہیں۔

قصیدہ کے اول آخر پڑھیں۔

(۱) یا سید محی الدین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ امر اللہ

(۲) یا شیخ محی الدین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ فضل اللہ

(۳) یا ولی محی الدین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ امان اللہ

(۴) یا مسکین محی الدین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ نور اللہ

(۵) یا غوث محی الدین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ قطب اللہ

(۶) یا سلطان محی الدین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ سیف اللہ

(۷) یا خواجہ محی الدین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ فرمان اللہ

(۸) یا مخدوم محی الدین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ برہان اللہ

(۹) یا درویش محی الدین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ آیت اللہ

(۱۰) یا بادشاہ محی الدین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ غوث اللہ

(۱۱) یا فقیر محی الدین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ شاہد اللہ

ہو الحمید

۱۶ ۵ ۷۰ء تحریر

شاہنشہ ارض و سما بلغ العلیٰ بکمالہ

وصفِ رخِ او والضحیٰ کشف الدجیٰ بجمالہ

قرآن باخلاقش گواہ حسنت جمیع خصالہ

صدقاً یقیناً ارتضیٰ صلوا علیہ وآلہ

کتبہ راقم در مدح قلم نامدار
خورشید گوہر قلم سلطانی
بہ حکم جناب چوہدری الطاف حسین صاحب
قادری نوری سلطانی

برائے قصیدہ غوثیہ

اللہ

محمد ﷺ

کتبہٗ گوہر قلم سلطانی حسب الارشاد فقیر الطاف حسین قادری
سروری سلطانی

اپریل
۱۹۸۰ء

اختتامیہ

بحمد اللہ قصیدہ غوثیہ شریف اختتام کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ بطفیل غوث الثقلین وقصیدہ ہذا اللہ محمد کا نور عطا فرمائے اور حضرات جنہوں نے اس رسالہ کی طباعت میں حصّہ لیا کو دین و دنیا کی نعمتوں کے خزانے عطا فرمائے۔

خصوصی دعائیں وشکریہ حضرات فقیر سلطان احمد، ریاض احمد پرویز احمد اور آفتاب احمد قادری سروری سلطانی جنہوں نے اس کی تکمیل کے لیے تگ و دو کی۔ نظر ثانی کے لیے فقیر صابر حسین قادری سروری سلطانی اور کتابت کے لیے جناب خورشید عالم گوہر قلم کا خصوصی شکریہ، اللہ رب العزت جزا دے۔ ہدیہ قصیدہ غوثیہ بحضور جناب غوث الثقلین بصد عجز و نیاز پیش ہے۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف

خاکپائے فقراء، فقیر الطاف حسین ایم اے ایل ایل بی
قادری سروری سلطانی،

یا سید شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ

۱۴۰۰ھ